بسم اللہ الرحمن الرحیم

انعامی سلسلہ
ترغیب مطالعہ پروگرام

گوہرِ حکمت

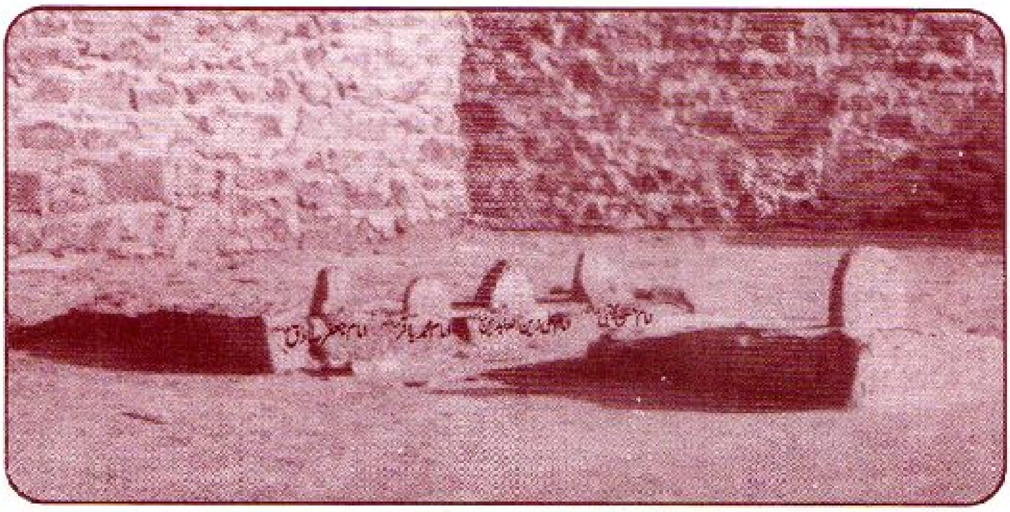

سیرتِ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام
و
صلحِ امام حسن علیہ السلام کا تجزیہ

مرتب کردہ: مولانا قمر علی لیلانی

التماس سورۃ فاتحہ برائے مرحوم ولایت حسین اے وی ڈی

Green Island Youth Fourm
(A Project of GIT®)

GIYF, G-1,G-2 Ground Floor, Abbal Palace JM-199,
Near Yameen Kabab House Soldier Bazar # 3 Karachi.
Contact No.021-32253606,0331-2388982
Email: giyfpk@gmail.com

بسم تعالیٰ

نام کتاب : گوہر حکمت۔ سیرتِ امام حسن علیہ السلام اور صلح امام حسن علیہ السلام کا تجزیہ

تالیف : مولانا قمر علی لیلانی

تصحیح : حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا غلام رضا روحانی

کمپوزنگ : مولانا سید ہاشم عباس زیدی

تاریخ اشاعت : یکم رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ

پیشکش : گرین آئی لینڈ یوتھ فارم

ناشر : گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز

پیش لفظ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کتب بینی اور مطالعہ کا شوق قوموں کی ترقی میں انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اقوامِ عالم میں جس انداز سے یہ شوق اپنی جگہ بنا چکا ہے، اس اعتبار سے ہماری قوم کو ابھی بہت محنت کرنا ہے۔ البتہ یہ بات عرض کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ اس سلسلے میں مختلف اداروں نے کام شروع کر دیا ہے۔

''گوہر حکمت'' کے نام سے ترغیبِ مطالعہ کا یہ سلسلہ بھی ایسی ہی ایک چھوٹی سی کوشش ہے تا کہ قوم میں شوقِ مطالعہ اجاگر کیا جائے۔

گرین آئی لینڈ یوتھ فارم نے جو تقریباً عرصہ چار سال سے مسلسل قوم کے نوجوانوں کی عملی، فکری اور اخلاقی تربیت کے لئے مصروف عمل ہے، اب اس کام کا بیڑا بھی اٹھایا ہے کہ نوجوانوں اور جوانوں میں شوق مطالعہ کو فروغ دینے کے لئے اپنی سعی وکوشش ضرور کی جائے۔ اس سلسلے میں بطور خاص اس بات کو پیش نظر رکھا گیا کہ حتی المقدور مستند علمی مواد کو ایک مختصر مقالے کی صورت میں ایک جگہ اکٹھا کر دیا جائے اور مطالعہ میں غور طلبی کے عنصر کو باقی رکھنے کے لئے آخر میں کچھ سوالات بھی دیئے گئے ہیں تا کہ دوران مطالعہ ان سوالات کے جوابات کو حاصل کرنے کے لئے توجہ بھی باقی رہے۔

برادر ارجمند قبلہ مولانا قمر علی لیلانی اور ان کے ساتھیوں کا میں نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے نہ فقط اس پراجیکٹ کو مکمل طور پر سنبھالا بلکہ نہایت ہی کم وقت میں اس مقالے کو تحریر فرما کر اس مشکل کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

خداوند متعال سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ہم سب کو ناصرانِ امام علیہ السلام میں شامل فرمائے۔

والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیرت امام حسن مجتبیٰؑ
و
صلح امام حسنؑ کا تجزیہ

احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی جنگ خندق سے واپس لوٹے ہیں کہ دالانِ امامت میں ہم شکل پیمبر ﷺ نے نزولِ اجلال فرمایا۔

۳ ھ کے وسط میں جناب ام الفضلؓ نے خواب دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ کے جسم کا ایک ٹکڑا بدنِ اقدس سے جدا ہو کر میری گود میں آگیا ہے اور وہ گھبرا کر پیغمبر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور سوال کیا کہ حضور ﷺ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے، مجھے تو وحشت محسوس ہو رہی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ام الفضلؓ گھبراؤ نہیں، یہ وحشت کی منزل نہیں ہے، مسرّت کی منزل ہے۔ عنقریب میری بیٹی فاطمہؑ کے یہاں ایک فرزند متولد ہونے والا ہے جو میرا پارۂ جسم وجگر ہوگا اور تمہاری آغوش میں رہے گا۔ ام الفضلؓ مسرّت سے جھوم اُٹھیں اور اس وقت کا انتظار کرنے لگیں کہ یہ میرا مقدر کہ رسول ﷺ کا پارۂ جسم وجگر میری آغوش میں رہے۔ زہراؑ کا لال میری گود میں پرورش پائے۔

خدا کے فضل سے وہ وقت بھی آیا جب ۱۵ رمضان کی صبح صدیقہ طاہرہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے یہاں حسنِ مجتبیٰؑ کی ولادت باسعادت ہوئی اور ام الفضلؓ کو اپنے خواب کی تعبیر ملی۔ زمین سے آسمان تک خوشی کا عالم ہے۔ ملائکہ مبارکباد دینے کے لئے آرہے ہیں۔ نبی ﷺ کو وارث ملا اور قرآن کو مفسر ملا جو مستقبل میں امامِ امن وصلح قرار پائے گا۔

منتہی الآمال (احسن المقال) اور دیگر کتب میں روایات ہیں کہ حضرت امام حسنؑ کو رسالت عالیہ ﷺ نے بعدِ ولادت گود میں لیا اور اپنی زبان مبارک دہنِ امام حسنؑ میں رکھی جسے امام حسنؑ چوسنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے نومولود کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور حضرت علیؑ سے دریافت فرمایا! تم نے اس کا نام کیا رکھا؟ انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ پر سبقت نہیں کرسکتا، رسول ﷺ نے فرمایا: تو پھر میں بھی اس مولود کا نام رکھنے میں اپنے پروردگار پر سبقت نہیں کروں گا۔ پس اللہ تعالیٰ کی جانب سے جبرئیل امینؑ تشریف لائے، اپنی جانب سے مبارکباد دی اور کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"ان علیا منک بمنزلة هارون من موسیٰ فسمه باسم ابن هارون"

یعنی: "علیؑ کو تم سے وہ ہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی، لہٰذا اس نومود کا نام ہارونؑ کے فرزند کے نام (شبّر) پر رکھو۔" آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مگر میری زبان تو عربی ہے؟ جبرئیل امینؑ نے کہا! پھر اس کا نام حسنؑ رکھ دیجیے۔

(بحارالانوار، سیرت امام حسنؑ)

اسی طرح جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا! "حسنؑ کا نام حسنؑ اس لئے رکھا گیا کہ اللہ کے احسان کی وجہ سے ہی زمین اور آسمان قائم ہیں۔"

ان تمام روایات پر تشیع اور اہل سنت مکمل اتفاق رکھتے ہیں۔ اسی روایت کے بعد اسد الغابہ میں یہ جملہ بھی ہے: آپؑ کی ولادت کے ساتویں دن رسول اللہ ﷺ نے آپؑ کے بال منڈوائے اور حکم دیا کہ بال کے وزن کے برابر چاندی خیرات کی جائے۔"

بہر حال! ولادتِ امام حسنؑ کے ساتھ ہی حضور ختمی مرتبت ﷺ کی زندگی میں ایک نئی رونق کا اضافہ ہوا اور پھر امام حسینؑ کی آمد سے یہ رونق دوبالا ہوگئی۔

عظمت امام حسن علیہ السلام بزبان رسولؐ:

و اما الحسن فانه ابنی وولدی و بضعة منی و قرة عینی و ضیاء قلبی و هو سید شباب اهل الجنة و حجة الله علی الامة

امره امری و قوله قولی

من تبعه منی

و من عصاه فلیس منی

من زاره فی بقیعه ثبتت قدمه علی الصراط یوم تزل الاقدام

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بڑے نواسے امام حسن علیہ السلام کے لئے ارشاد فرمایا:

حسن علیہ السلام! وہ میرا بیٹا، میرا فرزند اور میرے بدن کا ٹکڑا؛ میری آنکھ کا نور اور دل کی روشنی و میوۂ دل ہے۔ وہ اہل بہشت کے جوانوں کا سردار اور لوگوں پر خدا کی حجت ہے۔

اس کا حکم میرا حکم اور اس کا قول میرا قول ہے۔

جس نے اس کی اطاعت کی، وہ مجھ سے ہے۔

جس نے اس کی نافرمانی کی، وہ مجھ سے نہیں۔

جو شخص بھی جنت البقیع میں اس کی زیارت کرے گا، اس کے قدم پل صراط پر ثابت رہیں گے جس دن سب کے قدم لڑکھڑا جائیں گے۔

فضائل امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے لئے یہی روایت نہیں بلکہ ایسی بے شمار روایات ہیں جو ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شانِ حسنین علیہما السلام میں ارشاد فرمائی کیونکہ انہوں نے اپنے بچپنے میں بھی کارِ تبلیغ یوں انجام دیا اور امت کی رہنمائی کی ذمہ داری یوں سنبھالی جو معاشرے کے بزرگ بھی انجام نہیں دے پاتے۔

رویانی کی کتاب ''عیون المحاسن'' میں وہ مشہور واقعہ تحریر ہے کہ امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام ایک راستہ سے گزر رہے تھے، ایک مقام پر دیکھا کہ ایک ضعیف العمر انسان بیٹھا وضو کر رہا ہے اور اتفاق سے اس کا وضو صحیح

نہیں۔ دونوں شہزادے ٹھہر گئے اور یہ طے کیا کہ مسئلہ کی اصلاح کئے بغیر قدم آگے بڑھانا جائز نہیں ہے لیکن سوال یہ ہے کہ سمجھائیں کیسے؟ ہماری طرح کہہ دیں کہ آپ کا وضو صحیح نہیں ہے یا آپ کو وضو کرنا نہیں آتا تو یہ اخلاق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اور یہ کہہ دیں کہ وضو بہت عمدہ ہے تو یہ حکم الٰہی کے خلاف ہوگا۔ غور کرنے کی ضرورت ہے کہ تبلیغ جہاں اہم ہے وہاں اندازِ تبلیغ جو وسیلہ تبلیغ ہے اسی قدر اہم ہے ورنہ اصلاح کے بجائے فساد کا اندیشہ ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام و معصومین علیہم السلام کے اقوال میں یہ جملہ ملتا ہے: ''کلم الناس بقدر عقولهم ''، یعنی لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق گفتگو کیا کرو۔ یہاں گفتگو اور اندازِ گفتگو دونوں پر توجہ ہونی چاہیے۔ الغرض دونوں فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ قریب آئے اور فرمایا: حضور! آپ بزرگ آدمی ہیں ہم دونوں بھائی وضو کرنا چاہتے ہیں آپ ذرا زحمت کر کے یہ بتا دیجئے کہ دونوں میں سے کس کا وضو بہتر ہے؟ یہ کہہ کر دونوں نے وضو شروع کیا جیسے ہی دونوں شہزادوں کا وضو مکمل ہوا، ضعیف العمر انسان چونک اٹھا، بڑھ کر گلے سے لگا لیا اور کہا: شہزادو! اس اخلاق پر قربان تم دونوں کا وضو بالکل صحیح ہے، میں نے غلط وضو کیا تھا۔

بزورِ شمشیر اسلام کو پھیلانا اور ہے اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی تبلیغ دین اور۔ دنیا کو راہِ راست پر کس طرح لانا ہے، کب بحث کرنی اور کب مباہلہ، کب جنگ اور کب صلح، یہ تمام انداز اہل بیت علیہم السلام کے گھرانے سے سیکھنے اور لینے کی ضرورت ہے۔ یہ واقعہ شاہد ہے کہ دنیا نے اخلاقِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو سنا ہے آج اخلاقِ حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا مشاہدہ بھی کر لے اور یہ دیکھ لے کہ صاحبِ خلق عظیم کا وارث کیسا ہے۔ یہ غور کرنا بھی ضروری ہے کہ ہمارے کردار و انداز میں اور معصومین علیہم السلام کے کردار میں کتنا فرق ہے کہ کل بچے بڑوں کی اصلاح کر دیا کرتے تھے اور آج بڑے بھی بچوں کی اصلاح نہیں کر پا رہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسنین علیہم السلام کو بچپنے میں گود میں لے کر فرمایا:

''ابنای هذان سیدا شباب اهل الجنة و ابوهما خیر منهما''

یہ میرے دونوں فرزند جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں اور ان دونوں کے والدان دونوں سے بہتر ہیں۔

(بحار الانوار سیرت امام حسنؑ)

مذکورہ بالا حدیث کی روایت اہل سنت کے بزرگ علماء جیسے خدری، ابن مسعود، عبداللہ بن عمر وغیرہ نے کی ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ دونوں بچے امام ہوں گے اور انھیں سردار بنایا جائے گا بلکہ یہ فرمایا کہ یہ دونوں امام ہیں اور جوانان جنت کے سردار ہیں تا کہ دنیا پر واضح ہو جائے کہ اللہ والوں کا کمال سن وسال اور حالات کا پابند نہیں ہوتا، وہ جہاں رہتے ہیں، جیسے رہتے ہیں صاحب کمال ہی رہتے ہیں۔

حسن کردار کے اعلیٰ منازل

مذکورہ بالا اصلاحِ امت کا منفرد انداز ہی آپ علیہ السلام کے اخلاق و حسن کردار کو پیش کرنے کے لئے کافی تھا لیکن سیرت کے دیگر گوشوں میں چاہے عبادت و ریاضت ہو یا سخاوت و کرم، شجاعت و جوانمردی ہو یا علم و حکمت، ہر میدان میں امام کی شان ہی جدا نظر آتی ہے۔

عبادت:

شیخ صدوق ؒ نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی کہ ''امام حسن علیہ السلام اپنے زمانے میں عبادت و زہد میں سب سے افضل تھے۔'' جب سفر حج کے لئے جاتے تو پیدل جاتے اور کبھی کبھی ننگے پاؤں سفر کرتے اور ایسے ۲۵ حج انجام دیئے۔

ذات اقدس الٰہی سے وہ خاص لگاؤ تھا کہ جب وضو کرتے تو آپ علیہ السلام کے جسم کے جوڑ خوف خدا سے لرزنے لگتے اور رنگ زرد ہو جاتا اور جب مسجد کی طرف جاتے تو دروازہ پر پہنچ کر آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر کہتے:

''خدایا! تیرا مہمان تیرے دروازے پر کھڑا ہے، اے اچھے کام کرنے والے! بُرے کام کرنے والا آیا ہے پس اس بُرائی سے درگزر فرما جو میرے پاس ہے اس اچھائی کے بدلے جو تیرے پاس ہے۔''

(احسن المقال جلد ا۔ سیرت امام حسن علیہ السلام)

سخاوت وکرم:

علامہ مجلسیؒ نے بعض معتبر کتب میں نجیح نامی ایک شخص سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام حسن علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ کھانا کھا رہے تھے اور آپ علیہ السلام کے سامنے ایک کتا ہے۔ جب آپ علیہ السلام اپنا لقمہ اُٹھاتے تو ویسا ہی لقمہ اس کتے کی طرف پھینکتے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی: اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اجازت دیجئے کہ میں اس کتے کو آپ علیہ السلام کے کھانے سے دور کر دوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اسے رہنے دو کیونکہ مجھے خداوند عالم سے شرم آتی ہے کہ ایک جاندار چیز جو میرے چہرے کی طرف دیکھے اور میں خود تو کھاؤں لیکن اسے نہ کھلاؤں۔

یہ سوچ ہے ہمارے ائمہ علیہم السلام کی کہ جانوروں کو بھی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے اور آج ان کے ماننے اور چاہنے والے اپنے مومنین کی غمگساری اور تکلیف کا احساس بھی اس انداز سے نہیں رکھتے۔ وقت پر دینا اور مناسب وبقدرِ ضرورت دینا، یہ انداز ہمیں ائمہ علیہم السلام نے تعلیم دیئے جس پر عمل کر کے ہم دنیا میں جنت کا ماحول ترتیب دے سکتے ہیں۔

علم وحکمت:

تاریخ نے مختلف منزلوں پر جہاں فضائل وکمالاتِ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا اعتراف کیا ہے وہاں علم ودانش کا یہ عالم ہے کہ کئی بار ایسا ہوا کہ امیر المومنین علیہ السلام کے پاس جب کوئی مسئلہ آ جاتا تو اپنے فرزند سے جواب دلواتے اور حکومت وقت تو بہر حال اسی در کی محتاج رہی ہے۔

مشہور واقعہ ہے کہ حاکم شام جس نے اپنے گذشتہ بزرگوں کی پیروی میں خود کو عمر میں بزرگ ہونے کی بناء پر خلافت کا اہل جانا تھا جب بادشاہِ روم کے سوالات کے سامنے خود کو بے بس پایا تو اسی در پر اپنے ایلچی کو سوالی بنا کر بھیج دیا۔ سوالات یہ تھے:

۱۔ وہ کون سی جگہ ہے جو آسمان کے عین درمیان میں ہے؟

۲۔ وہ کون سی جگہ ہے جس پر سورج کی شعاع صرف ایک دفعہ پڑی تھی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ''کہ خانۂ کعبہ وسط آسمان ہے اور وہ جگہ جہاں سورج کی شعاع ایک بار پڑی، وہ دریائے نیل ہے کہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مارا تھا۔''

(بحارالانوار۔سیرت امام حسنؑ)

اس انداز سے امام حسن علیہ السلام نے مسئلہ کو دُہرے انداز سے حل کیا، اسلام کی عزت بھی بچالی اور امامت کے وقار کو بلند کر کے بتلا دیا کہ اے حاکم شام، عمر میں بڑا ہونا معیار نہیں بلکہ علم الٰہی کا حامل ہونا کمال ہے اور امت کی رہبری کا حق بھی ضعیف العمر کو نہیں بلکہ صاحب علم و کردار کو ہوتا ہے۔

شجاعت و بہادری:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مولائے کائنات علیہ السلام کی زندگی کے تقریباً ۲۵ سال حفاظت اسلام کے سلسلے میں جس سکوت کے عالم میں گذرے تو ظاہر ہے کہ اس طویل وقفہ میں جب امیر المومنین علیہ السلام کی زندگی پردۂ راز میں رہی تو امام حسن علیہ السلام کے کارہائے نمایاں کا کہاں اظہار ہوسکتا ہے البتہ قتل خلیفہ سوم کے اس پُر آشوب موقع پر محصور شدہ لوگوں کو پانی فراہم کرنے کا سوال ہوا تو اسی پیکر شجاعت نے یہ خدمت انجام دی تا کہ بنی امیہ کو احساس دلایا جائے کہ پانی جیسی بنیادی نعمت جو مخلوقِ خدا کے لئے عام ہو، کو بند کرنے والے اور ہوتے ہیں اور جن پر لوگوں نے پانی بند کردیا ہو ان تک پانی پہنچانے والے اہل بیت علیہ السلام اور ہوتے ہیں۔

یہی نہیں، پھر جب امیر المومنین علیہ السلام کے ظاہری خلافت پر متمکن ہونے کے بعد معرکہ جمل پیش آیا جہاں وہ مشہور واقعہ پیش آیا کہ علَمِ لشکر فرزندِ مولائے کائنات محمد حنفیہؓ جیسے بہادر اور شجاع کے ہاتھ میں تھا جو لوہے کی زرہ کو ہاتھ سے توڑ دیا کرتے تھے لیکن جب محمد حنفیہؒ بار بار حملہ کرنے کے باوجود رک گئے تو امیر المومنین علیہ السلام نے علَم لے کر امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا: میرے لال! ذرا اس صاحبِ محمل کے اُونٹ پر حملہ کرو۔ امام علیہ السلام نے پرچم لیا اور آگے بڑھ کر وہ شدید حملہ کیا کہ چند لمحوں میں اس فتنہ پرور اُونٹ کے قریب پہنچ گئے اور نیزہ مار کر مسکراتے ہوئے فتح مندا اپنے والد کی خدمت میں پہنچ گئے۔ محمد حنفیہؒ دیکھتے رہ گئے، مولائے کائنات علیہ السلام کو دونوں کا دل رکھنا تھا فرمایا: محمد! پریشان نہ ہو تم میں اور حسن علیہ السلام میں بڑا فرق ہے، تم میرے فرزند ہو اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے فرزند ہیں۔

صفین اور نہروان میں امام حسن علیہ السلام کی یہی کیفیت تھی اور والد کے زیرِ سایہ برابر میدانِ جہاد میں نظر آتے رہے۔

۴۰ھ میں شام کی حکومت نے اپنی پے در پے شکست کا انتقام لینے کے لئے ابن ملجمِ ملعون سے سازش کی اور مسجد کوفہ میں عین سجدہ کی حالت میں مولائے کائنات کو زخمی کر دیا اور تین روز اس زخم کو سہہ کر آپ علیہ السلام کے والد بزرگوار نے شہادت پائی۔

بعد از شہادت امیر المومنین علیہ السلام

شہادت امیر المومنین علیہ السلام کے بعد امام حسن علیہ السلام کی زندگی کا مستقل دور شروع ہوتا ہے۔ اب تک کبھی نانا کے ساتھ رہے، کبھی بابا کے ساتھ، اب امت کے تمام معاملات کے خود ذمہ دار ہیں۔ لہذا اس موقع پر مسجد کوفہ میں ایک بڑا اجتماع تشکیل دیا جس میں سب اہل مملکت اور اہل لشکر شریک ہوئے امام علیہ السلام نے ان کے ساتھ گفتگو کا آغاز کیا اور انہیں وحدت و اتفاق کی دعوت دی، بنی امیہ کی فتنہ انگیزی سے آگاہ کیا اور پھر حاکم شام کے ساتھ اپنی آمادگیٔ جہاد کا اعلان کیا اور سپاہیوں کو جنگ کی دعوت دی۔

یہ واقعہ جمعہ کے دن اکیسویں ماہِ رمضان ۴۰ھ کا ہے کہ جس وقت امام حسن علیہ السلام کی عمر ۳۷ سال تھی۔ آپ علیہ السلام نے خطبہ کے بعد لوگوں سے کتابِ خدا اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیعت لی اور ان سے ایک شرط کی کہ جس سے میں صلح کروں اس سے تمہاری صلح ہوگی اور جس سے میں جنگ کروں تم اس سے جنگ کرو گے۔ لوگوں نے یہ شرط قبول کی۔ بیعت تمام ہوگئی۔

ادھر جیسے ہی اس امر کی اطلاع حاکم شام کو ملی اس نے فوراً ریشہ دوانیاں شروع کر دیں اور کوفہ پر حملہ کرنے کے لئے ۶۰ ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوگیا۔ اس دوران حاکم شام نے کوفہ کے حالات کو بگاڑنے کے لئے جاسوسوں کو روانہ کیا، جنہوں نے اسے اطلاع دی کہ منافقین اور خارجی جو امیر المومنین علیہ السلام کے زمانے میں ان کے رعب و دبدبے کی بناء پر مجبوراً اطاعت کئے ہوئے تھے، بظاہر تو امام حسن علیہ السلام کے ساتھی ہیں لیکن اب حالات

ویسے نہیں رہے۔

حاکم شام نے قتل امام حسن علیہ السلام پر دو لاکھ درہم اور اپنی بیٹی کے رشتہ کی لالچ دے کر ان منافقین اور خارجیوں کے سرداروں سے رابطہ کیا جن میں عمرو حریث، اشعث بن قیس اور شبث ابن ربیع جیسے افراد موجود تھے اور اسی طرح اندر ہی اندر انہیں اپنی طرف مائل کیا، یہاں تک کہ حالات اس قدر کشیدہ ہو گئے کہ امام علیہ السلام ان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے لباس کے نیچے زرہ پہن کر نماز کو تشریف لاتے، یہاں تک کہ ایک دن نماز کے عالم میں منافقین میں سے ایک نے آپ علیہ السلام کی طرف تیر پھینکا۔ چونکہ آپ علیہ السلام نے زرہ پہن رکھی تھی تو آپ علیہ السلام محفوظ رہے۔

ان حالات میں جب امام حسن علیہ السلام کو یہ اطلاع ملی کہ معاویہ عراق کی طرف روانہ ہو چکا ہے تو آپ علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنا کے بعد حاکم شام سے جنگ کی دعوت دی مگر کسی ایک نے بھی آپ علیہ السلام کی پکار پر لبیک نہ کہا سوائے عدی بن حاتم کے اور پھر عدی نے منبر کے نیچے سے کھڑے ہو کر کہا: سبحان اللہ! بُرے ہو تم کہ تمہارا امام علیہ السلام اور تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند تمہیں دعوتِ جہاد دیتا ہے اور تم اسے قبول نہیں کرتے، تمہارے بہادر و شجاع کہاں گئے؟ کیا تم لوگ غضبِ خدا سے نہیں ڈرتے اور ننگ و عار کی پرواہ نہیں کرتے۔ اس موقع پر کچھ لوگ کھڑے ہوئے لیکن امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: ''میں جانتا ہوں تم لوگ اپنی کہی ہوئی بات پر وفا نہیں کرو گے جیسا کہ تم نے اُس سے وفا نہیں کی جو مجھ سے بہتر تھا اور میں تمہاری باتوں پر کس طرح اعتماد کر سکتا ہوں حالانکہ میں نے دیکھا ہے کہ تم نے میرے بابا کے ساتھ کیا کیا۔'' اور ہوا بھی ایسا ہی کہ ان میں سے اکثر نے وفا نہیں کی اور حاضر نہ ہوئے۔

مختصراً یہ کہ اب امام حسن علیہ السلام کے حالات اس موڑ پر تھے کہ:

۱۔ امام حسن علیہ السلام کے لشکر میں اختلافات پیدا ہو چکے تھے اور لوگ حاکم شام کی رشوتوں اور لالچ کی بناء پر اپنے فیصلے تبدیل کر کے امام علیہ السلام سے خیانت کا ارادہ کر چکے تھے۔

۲۔ مسلسل جنگوں سے عاجز آ گئے تھے اور مالِ غنیمت کی امیدیں بھی ختم ہو گئیں تھیں۔

۳۔ امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت کے بعد حاکم شام کی ہمتیں بڑھ چکی تھیں اور مادّی اور افرادی قوت کے اعتبار سے بھی اس کی طاقت میں اضافہ ہو چکا تھا۔

۴۔ مدائن میں پیش آنے والے حادثات اور ساتھیوں کی طرف سے کسی قسم کی کارروائی نہ ہونے کی بناء پر صورتحال سنگین ہوگئی تھی اور مقابلے کے امکانات ناپید ہوتے جارہے تھے۔

۵۔ مسلمان کے خون کی ذمہ داری بہرحال حاکمِ وقت پر عائد ہوتی ہے اور اس بات کا احساس جس قدر امام معصوم کو ہوتا ہے کسی اور کو نہیں، اسی وجہ سے جہادِ ابتدائی امام کی اجازت پر منحصر ہوتا ہے اور امام اس وقت تک جہاد کی اجازت نہیں دیتے جب تک فتح کا یقین نہ ہو یا قربانی دین کے حق میں مفید اور لازم ہو جیسا کہ درج ذیل روایت بھی ان تمام مذکورہ بالا نکات پر شاہد ہے:

ساری قوم کی آواز تھی البقاء الحیاۃ

اعلام الدّین دیلمی میں مذکور ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنے پدرِ بزرگوار کی شہادت کے بعد ایک خطبہ دیا، جس میں حمد وثنائے الٰہی بجالانے کے بعد فرمایا:

''خدا کی قسم میں اہلِ شام سے جنگ سے اس لیے نہیں کترا رہا ہوں کہ میں دب گیا، یا میری فوج قلیل ہے، بلکہ اس لیے کہ پہلے ہم لوگ اتحاد و اتفاق اور صبر و استقلال کے ساتھ ان سے جنگ کرتے تھے، مگر اب وہ اتحاد آپس کی عداوت میں بدل گیا ہے، اور صبر و استقلال کی جگہ بے صبری آگئی ہے، پہلے تم لوگ ہمارے ساتھ چلتے تھے تو تمہاری دنیا کے آگے تمہارا دین ہوتا تھا، اب تمہارا حال یہ ہے کہ تمہارے دین کے آگے تمہاری دنیا ہے۔ پہلے تم ہمارے لیے تھے اور ہم تم لوگوں کے لیے، مگر آج تم لوگ ہماری مخالفت پر کمر بستہ ہو''۔

پھر تم دو مقتولین میں پھنسے ہوئے ہو، ایک صفین کے مقتولین جن پر تم لوگ آنسو بہاتے ہو، دوسرے نہروان کے مقتولین، جن کے خون کا تم لوگ انتقام لینا چاہتے ہو مگر سنو! صرف آنسو بہانے والے کبھی کامیاب نہ ہوں گے اور انتقام کے طالب انتقام لے لیں گے۔

معاویہ نے مجھے ایک ایسے امر کی دعوت دی ہے جس میں نہ عزت ہے اور نہ انصاف۔ اب تم لوگ بتاؤ

تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اگر تمہیں اپنی جان عزیز ہے تو میں اس کی دعوت کو بادلِ ناخواستہ قبول کرلوں، اور اگر تم لوگ جان پر کھیلنے پر تیار ہو تو ہم بھی اللہ کی راہ میں اسے صرف کرنے کے لیے تیار ہیں اور پھر فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیں۔ ساری جماعت نے آواز دی ہمیں بقاء چاہیے ہمیں زندگی چاہیے۔''

(بحار الانوار۔ سیرت امام حسن علیہ السلام)

مذکورہ بالا حالات میں امام حسن علیہ السلام نے محسوس کیا کہ معاون موجود نہیں اور مسلح فوج بھی جہاد پر آمادہ نہیں، اب آپ علیہ السلام خود اور چند اعزہ و احباب موجود ہیں جن کو جنگ میں جھونک دینا سوائے زندگی سے ہاتھ دھونے کے اور کچھ نہ تھا اور جس کا نتیجہ اسلام کی شکست اور کفر کی کامیابی ہوتا کیونکہ '' ہلاکت اور چیز ہے اور شہادت اور''، اور اس بات کا فیصلہ امامِ علیہ السلام وقت کے پاس ہے کہ ''موقع شہادت کا ہے یا صلح و خاموشی کا'' یہی وجہ ہے کہ امام حسن علیہ السلام جگر تھام کر بیٹھ گئے، جذبات کو سوار نہیں کیا تاکہ صلح کے ذریعے دنیا میں کم از کم اسلام کا نشان باقی رہ جائے۔ اس نازک موقع پر امام حسین علیہ السلام نے بھی بھائی کی موافقت کی اور صد در صد اس فیصلے کو برحق قرار دیا حتی کے عدی بن حاتم جو اس فیصلے سے خوش نہ تھے جب امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور امام حسن علیہ السلام کی صلح پر اعتراض کرتے ہوئے اظہار کیا کہ وہ اور اس کے ساتھی آپ علیہ السلام کی زیر کمان جنگ کے لیے آمادہ ہیں تو امامؑ نے اس تجویز کو ٹھکرا دیا اور امام حسن علیہ السلام کے صلح کے فیصلے کو بجا قرار دیتے ہوئے اس کی تصدیق کر دی۔ امام حسن علیہ السلام کو کم و بیش انہی حالات کا سامنا تھا جو بعد از وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کو جھیلنا پڑے تھے کہ اگر جنگ کرتے تو اس فتنہ کا اندیشہ تھا جو نابودیٔ اسلام کا پیش خیمہ بن جاتا۔

نتیجۂ حالات اور ماحول کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے جو فیصلہ مصلحتِ الٰہی کے تحت امیر المومنین علیہ السلام نے کیا وہی فرزندِ امیر المومنین علیہ السلام، امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے کیا اور امام حسین علیہ السلام اس فیصلے پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے نظر آئے۔

آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں حکومت، مقصد کے حصول کا ذریعہ تو ہوتی ہے مگر خود مقصد و ہدف نہیں ہوتی۔

مکتب آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہدف خدا اور اس کی خوشنودی ہوتا ہے جو انسانوں کی سعادت ہے۔

بس! اس مقصد کے حصول کے لیے وہ ہر طرح کی قربانی دے سکتے ہیں چاہے وہ اقتدار و حکومت کی قربانی

ہو یا جان کی، اب اگر یہ مقصد (خدا اور خوشنودیٔ خدا) حصول اقتدار سے حاصل نہیں تو وہ اقتدار کو ٹھوکر مار کر سعادت و ہدایتِ انسان کے لیے صلح کر لیا کرتے ہیں۔ صلحِ امام حسن علیہ السلام کا مقصد تحریکِ اسلامی کا دوام تھا نہ کہ راحت طلبی یا دشمن کے ساتھ ہمنوائی۔

مختصر یہ کہ خود معاویہ بہر حال یہ جانتا تھا کہ اپنی تمام مکاریوں کے باوجود حسن ابن علی علیہما السلام کو جھکا لینا ممکن نہیں ہے چنانچہ اس نے صلح کا راستہ اختیار کیا اور بظاہر انتہائی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سادہ کاغذ بھیج دیا کہ ہم آپ علیہ السلام کی شرائط پر صلح کرنے کو تیار ہیں۔ اب حالات و واقعات اور اصحاب و ساتھیوں کی کم ہمتی پر امام علیہ السلام نے اظہارِ افسوس بھی کیا اور قابل توجہ ہیں وہ جملے جو ناصران و مددگاروں کی بے وفائی کا کھلا اظہار ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"مجھے تعجب ہے تم جیسے لوگوں پر جن میں نہ شرم و حیا ہے اور نہ دین ہے۔ وائے ہو تم پر! خدا کی قسم معاویہ مجھے قتل کرنے کے سلسلے میں جن چیزوں کا ضامن بن رہا ہے ان میں وہ وفا نہیں کرے گا۔ میں چاہتا تھا تمہارے لیے دین حق کو قائم رکھوں۔ تم نے میری مدد نہیں کی۔ میں خدا کی عبادت اکیلا کر سکتا ہوں لیکن خدا کی قسم جب میں امرِ حکومت معاویہ کے سپرد کر دوں گا تو تم لوگ بنی امیہ کی حکومت میں کبھی خوشی اور سرور نہیں دیکھو گے۔ وہ تم پر قسم قِسم کے عذاب وارد کریں گے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری اولاد ان کی اولاد کے دروازے پر کھڑی ہے اور وہ ان سے کھانے پینے کی چیزوں کا سوال کرے گی اور وہ نہیں دیں گے۔ خدا کی قسم اگر میرے مددگار ہوتے تو میں یہ امرِ حکومت ہرگز معاویہ کے سپرد نہ کرتا کیونکہ میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خلافت بنی امیہ پر حرام ہے۔ پس تف ہے تمہارے لیے اے دنیا کے غلاموں! عنقریب تم اپنے اعمالِ بد کا وبال عذاب دیکھو گے۔"

(احسن المقال جلد ا۔ سیرت امام حسن علیہ السلام)

یہ وہ جملے ہیں جو آزاریٔ دل اور تکلیف دہی کے احساس کے ساتھ ساتھ دوستوں و ساتھیوں کی بے وفائی کا کھلا اظہار بھی ہیں۔ چونکہ چاہتِ جہاد دشمنانِ دین کے خاتمے کے لیے تھی لہٰذا اگر اس کا نتیجہ خود دین حق کا

خاتمہ ہو تو پھر امام علیہ السلام کے ان جملوں ملاحظہ کریں جو امام علیہ السلام نے معاویہ کو خط میں تحریر کیے:

"میں چاہتا ہوں کہ حق زندہ کروں اور باطل کو مٹا دوں اور کتابِ خدا اور سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جاری کروں لیکن لوگوں نے میرا ساتھ نہیں دیا۔ باوجود اس کے کہ میں جانتا ہوں کہ تو ان شرائط کو پورا نہیں کرے گا۔ پس بادشاہی پر خوش نہ ہو جو تجھے مل گئی ہے عنقریب تو اس پر پشیمان ہوگا جس طرح تجھ سے پہلے دوسرے لوگ جنہوں نے خلافت غصب کی اور پشیمان ہوئے اور اب ان کی دہاں کی پشیمانی ان کے لیے سود مند نہیں"

(احسن القال جلد ا۔ سیرت امام حسن علیہ السلام)

پھر آپ علیہ السلام نے اپنے چچازاد عبداللہ بن حارث کو حاکمِ شام کے پاس بھیجا تا کہ اس سے عہد و پیان لے اور صلح نامہ تحریر کرے۔

صلح نامہ

تاریخ کی مختلف کتابوں میں صلح نامہ کی مندرجہ ذیل شرائط سامنے آتی ہیں۔

۱۔ حکومت معاویہ کے ہاتھ میں رہے گی بشرطیکہ وہ کتابِ خدا اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرے۔

۲۔ معاویہ کو کسی کو ولی عہد نامزد کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

۳۔ اہل عراق کے لیے عمومی طور پر امن وامان کا حصول ہوگا۔

۴۔ معاویہ خود کو امیر المومنین نہیں کہے گا۔

۵۔ حضرت علی علیہ السلام پر سبّ وشتم کا سلسلہ بند کیا جائے گا۔

۶۔ ہر صاحب حق کو اس کا حق دیا جائے گا۔

۷۔ شیعوں کے لیے عمومی طور سے امن وامان رہے گا۔

۸۔ اہواز کا خراج جمل وصفین کے مقتولین کی اولاد کو دیا جائے گا۔

۹۔ بیت المالِ کوفہ امام حسن علیہ السلام کے قبضے میں رہے گا۔

۱۰۔ معاویہ سالانہ دس لاکھ درہم ادا کرے گا۔

۱۱۔ امام حسن علیہ السلام و امام حسین علیہ السلام اور خانوادۂ اہلبیت علیہم السلام کو کسی طرح کی اذیت نہیں دی جائے گی۔

(اقتباس از نقوشِ عصمت)

ایک شبہہ اور اس کا جواب

ایک شبہہ جو کسی فرد کے ذہن میں آسکتا ہے وہ یہ کہ نعوذ باللہ امام حسن علیہ السلام نے معاویہ کی بیعت کر لی تھی اور اس کی باتوں کے مطابق عمل کر رہے تھے۔

جواب: ویسے تو اس بات کو غلط ثابت کرنے کے لیے پورا کا پورا صلح نامہ خود ہی کھلی دلیل ہے کہ اور صلح نامہ کے تمام نکات ہی اس شبہ کو رد کر رہے ہیں لیکن اہم ترین بات یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے معاہدے میں یہ شرط رکھی تھی کہ معاویہ کبھی اپنے لیے امیر المومنین کا لقب استعمال نہیں کرے گا اس لیے کہ امام حسن علیہ السلام خود اپنی نظر میں تو بہر حال مومن تھے لہٰذا آپ علیہ السلام نے معاویہ سے عہد لیا کہ وہ خود کو امیر المومنین نہیں کہے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ معاویہ خود کو میرا اور مومنین کا امیر نہ کہے۔ خود امام علیہ السلام کی طرف سے تمام شرائط کا اپنی مرضی سے معین کرنا اور معاویہ کا اس پر راضی ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ امام علیہ السلام نے بیعت نہیں کی تھی بلکہ اپنی شرائط پر صلح کی تھی۔

معاویہ نے بھی امام علیہ السلام سے بیعت کا مطالبہ نہیں کیا، اگر معاویہ بیعت کا مطالبہ کرتا تو یقیناً لوگوں کو امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کے کردار میں کوئی فرق نظر نہ آتا۔

(بحار الانوار۔ سیرتِ امام حسنؑ)

روایات: صلح کی مصلحت بزبانِ امام علیہ السلام

درج ذیل دونوں روایتیں بہت اہم ہیں جن سے مصلحت فہمی اور امامِ وقت کی اطاعت کا لازم ہونا سمجھ میں آتا ہے۔

ابو سعید عقیص سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے امام حسن علیہ السلام سے عرض کیا: فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

جب آپ علیہ السلام کو معلوم تھا کہ حق آپ علیہ السلام کا ہے کسی دوسرے کا نہیں ہے اور معاویہ گمراہ اور باغی ہے تو پھر آپ علیہ السلام نے اس کی صلح کی پیشکش کو کیوں قبول فرمایا؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوسعید! یہ بتاؤ، کیا میں اللہ کی مخلوقات پر اللہ تعالیٰ کی حجّت اور اپنے پدر بزرگوار کے بعد لوگوں کا امام نہیں ہوں؟ ابوسعید نے کہا: بے شک۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا: پھر میں جب اس کے لیے کھڑا رہتا تب بھی امام ہوتا اور اب جب کہ میں بیٹھ گیا ہوں تب بھی امام ہوں۔

اے ابوسعید! میرے صلح قبول کرنے میں بھی وہی مصلحت تھی جو حدیبیہ سے پلٹتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنی ضمرہ اور بنی اشجع اور اہلِ مکّہ کی صلح کی پیشکش قبول کرنے میں مصلحت تھی۔

پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: وہ لوگ تو سرے سے وحی کی تنزیل کے منکر تھے اور معاویہ اور اصحاب معاویہ تو صرف تاویل کے منکر ہیں۔ اے ابوسعید! جب میں اللہ کی طرف سے امام ہوں تو پھر میں جنگ کروں یا صلح، میرے کسی اقدام میں خامی اور نقص ممکن نہیں۔ خواہ میری مصلحت لوگوں کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے جب کشتی میں سوراخ کیا، ایک لڑکے کو قتل کیا اور ایک گرتی ہوئی دیوار کو سنبھال دیا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے ان تمام افعال پر ناراض ہوئے کیونکہ اس کی حکمت و مصلحت ان پر مشتبہ تھی مگر جب حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو مصلحت بتائی تو وہ راضی ہوگئے۔ بس یہی حال میرا ہے کہ میری صلح کی مصلحت تم لوگوں کو نہیں معلوم اس لیے تم لوگ مجھ سے ناراض ہو۔ سنو! اگر میں ایسا نہ کرتا تو معاویہ روئے زمین پر ہمارے کسی ایک شیعہ کو بغیر قتل کیے نہ چھوڑتا۔

ایک اور روایت میں امامؑ نے فرمایا:

خدا کی قسم میں نے جو کیا ہے وہ اپنے شیعوں کی بھلائی کے لیے ہر اس چیز سے بہتر کیا ہے جس پر آفتاب طلوع و غروب کرتا ہے۔ کیا تم کو نہیں معلوم کہ میں لوگوں کا امام ہوں، اور میری اطاعت تم لوگوں پر فرض ہے۔

اہداف اور مضمراتِ صلح

مضمرات صلح کے بارے میں شرائط کا بغور مطالعہ کر لینا ہی کافی ہے کہ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ امام حسن علیہ السلام نے صلح پر آمادگی کیوں ظاہر کی اور آپ علیہ السلام اس صلح سے کیا نتائج حاصل کرنا چاہتے تھے۔

آلِ محمد علیہم السلام کے طرزِ عمل میں اگر کسی وقت اختلاف نظر آتا ہے تو وہ اختلاف بھی کسی مقصد کے تحت نظر آتا ہے اسے اختلافِ کردار سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا اس لیے کہ اس کی مثالیں سنت الٰہیہ اور سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی موجود ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کبھی بدر و احد کے میدانوں میں طاقت کا مظاہرہ کرتے رہے اور کبھی عجیب و غریب قسم کی صلح پر آمادہ ہو گئے جو بڑے بڑے صحابہ کی بھی سمجھ میں نہیں آئی۔ بات صرف ایک تھی اور وہ ہے دین کا تحفظ، جو کہ حالات کے اعتبار سے ہوتا ہے اور حالات ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔

چنانچہ امام حسن علیہ السلام نے اپنی صلح سے حسبِ ذیل فوائد حاصل کر لئے:

۱۔ حاکمِ شام جو باپ، دادا، ماں، نانا یعنی دادھیال اور ننھیال کی طرف سے دشمن اسلام تھا اسے گویا دین اسلام کا محافظ بنا دیا اور وہ اس کے تحفظ پر آمادہ ہو گیا جس طرح بزرگوں کا کہنا ہے کہ محلّہ میں مال کو محفوظ رکھنا ہے تو اس کے پاس رکھوا دو جس سے چوری کا خطرہ ہو، مال ہمیشہ محفوظ رہے گا۔

۲۔ ظالمین کا کردار یہ رہا ہے کہ وہ پرانی روش کا انکار کر کے خود کو معصوم ثابت کرتے ہیں۔ امام حسن علیہ السلام نے چاہا کہ سبِّ علی علیہ السلام کے بند کرنے کی شرط لگا کر دنیا پر یہ واضح کر دیا جائے کہ شام کے زیر اقتدار نفس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس طرح کا برتاؤ کیا جاتا رہا ہے۔

۳۔ امام حسن علیہ السلام نے پہلی شرط یہ قرار دی کہ تجھے کتابِ خدا اور سنت پر عمل کرنا ہو گا جو اس امر کا کھلا ہوا اعلان تھا کہ شام کی حکومت میں کتاب و سنت پر عمل نہیں ہو رہا تھا اور امام علیہ السلام کا اصلی ہدف حکومت نہیں بلکہ کتاب و سنت پر عملدر آمد کرانا ہے۔

۴۔ امام حسن علیہ السلام کو معلوم تھا کہ حاکمِ شام کسی نہ کسی بہانے سے میرے اصحاب اور مخلصین کی زندگی کا خاتمہ کرنا

چاہتا ہے اوران کی زندگیوں کے تحفظ کا بہترین ذریعہ صلح نامہ ہے لہٰذا آپ علیہ السلام نے صلح نامہ مرتب کر کے ان زندگیوں کا تحفظ کرلیا۔

۵۔ صلح کے زیرِ اثر محبانِ اہلبیت علیہ السلام کو قدرے آزادی کی سانس لینے کا موقع ملا تو انہوں نے اپنے عقائد اور احکام کا اعلان شروع کر دیا تھا اور امت کو حقائق سے آگاہ کرنے لگے چنانچہ اذان کے درمیان ولایت علی علیہ السلام کا اعلان بھی اسی استفادہ کی ایک کڑی تھی جب معاویہ نے منبروں سے گالیاں دلوانا شروع کیں تو علی علیہ السلام والوں نے میناروں سے ولایت علی علیہ السلام کا اعلان شروع کر دیا۔

(اقتباس از نقوش عصمت)

صلح کے بعد امام حسن علیہ السلام کا خطبہ

جب صلح طے پا گئی تو معاویہ نے امام علیہ السلام سے گذارش کی کہ آپ علیہ السلام لوگوں کے مجمع میں اعلان کر دیں کہ آپ علیہ السلام نے معاویہ سے صلح کر لی ہے اور حکومت اس کے سپرد کر دی ہے۔

آپ علیہ السلام نے اسے قبول کیا اور کھڑے ہو کر حمدِ الٰہی اور درود کے بعد فرمایا:

"اے لوگوں! سمجھداروں میں سب سے زیادہ سمجھدار شخص متقی ہے اور احمقوں میں سب سے زیادہ احمق شخص فاسق و فاجر ہے۔ سنو! اگر تم لوگ مشرق و مغرب میں کسی ایسے شخص کو تلاش کرو جس کے جد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں، تو تم لوگ سوائے میرے اور میرے بھائی حسین علیہ السلام کے کسی کو نہیں پاؤ گے۔ اس معاویہ نے مجھ سے اس حق کے لیے جھگڑا کیا جو واقعاً میرا حق ہے اس کا نہیں ہے مگر میں نے سوچا کہ کسی طرح امتِ جد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھلائی ہو اور فتنہ فساد ختم ہو۔ تم لوگ میری بیعت اس بات پر کر چکے ہو کہ جس سے میری جنگ ہوگی اس سے تم لوگوں کی بھی جنگ ہوگی اور جس سے میری صلح ہوگی اس سے تمہاری بھی صلح ہوگی۔ لہٰذا میں نے طے کرلیا ہے کہ معاویہ سے صلح کرلوں اور اپنے اور اس کے درمیان جنگ و جدال ختم کر دوں کیونکہ میری رائے میں خونریزی سے بہتر یہ ہے کہ صلح کرلوں۔ اس صلح سے میرا مقصد صرف تم لوگوں کی بھلائی اور بقاء ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ دور تمہاری آزمائش کا ہے جو ایک معینہ مدت تک چلے گا۔" (بحار الانوار۔ سیرت امام حسن علیہ السلام)

تتمہ

اگرچہ یہ تمام باتیں آج کہی اور سمجھی جاسکتی ہیں لیکن اس زمانے میں جب صلح واقع ہوئی تو وہی صورت نظر آئی جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں پیش آئی تھی۔ایک بہت بڑی جماعت اس دور میں ایسی بھی تھی جو اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ پائی اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ بظاہر ماننے اور چاہنے والوں نے آپ علیہ السلام کو "السلام علیک یا مذل المؤمنین" یعنی "سلام ہو آپ علیہ السلام پر اے! تمام مومنین کے لئے باعثِ ذلت ہونے والے" کے الفاظ سے سلام کیا کرتے تھے۔جیسا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا تھا "الست رسول الله؟" کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول نہیں ہیں؟ لیکن وہ رواداری کی طاقت تھی کہ معصومین علیہم السلام نے ان تمام باتوں پر توجہ نہیں کی بلکہ ان تمام چیزوں کو برداشت کیا اور حفاظتِ اسلام اور ہدایتِ انسان کے راستے سے نہ ہٹے۔یہی وہ حالات و واقعات ہیں جو انسان کے ایمان کا امتحان ہیں اور اس کے ایمان کے درجات کا تعین کرتے ہیں۔

خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے امام علیہ السلام کی اطاعت اور نصرت کی توفیق عطا فرمائے۔

ومن اللہ التوفیق والحمد للہ رب العالمین

PIRANI CATERING

DEALS IN ALL KINDS OF FOOD FOR YOUR PROGRAMS OF NIAZ, MAJALIS PARTIES AND WEDDINGS!

Our Specialities:

1. Chicken/Beef Biryani (hara and lal masala)
2. Chicken/Beef Haleem
3. Chicken/Beef Pulao (hara and lal masala)
4. Chicken/Beef/Mutton Qorma
5. Chicken Karahi

Any other food item you need.

Shop # 8A, M.L Paradise, Paradise, Opp. Nishter Park Gate,
Near Al-Batul Health Clinic, Soldier Bazar, Karachi.
Tel : 021-36032204 Cell: 0331-3641896

حوالہ جات

۱۔ احسن المقال (منتہی الاعمال)۔ شیخ عباس قمیؒ

۲۔ پیشوائے شہیداں۔ سید رضا صدر

۳۔ نقوشِ عصمت و دیگر کتب۔ مرحوم علامہ ذیشان حیدر جوادیؒ

۴۔ مصلحِ اعظم امام حسن مجتبیٰؑ۔ عباس نقوی

۵۔ حضرات حسنین علیہ السلام۔ مجلس مصنفین (دار الثقافۃ)

۶۔ امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام۔ علی محمد دخیل

۷۔ بحار الانوار (امام حسن علیہ السلام)۔ علامہ مجلسیؒ

۸۔ رمضان المبارک، تربیت اور انسان سازی۔ شیخ ذاکر حسین مدبر

قواعد و ضوابط

۱۔ اس کتابچہ میں موجود سوالنامہ کے جوابات اسی کتابچہ سے وصول کیے جائیں گے۔ شرعاً صرف وہی افراد اس مقابلہ میں حصہ لینے کے اہل ہیں جو خود مطالعہ کر کے جواب نامہ پُر کریں۔

۲۔ سوالنامہ کے جوابات ۱۵ سے ۳۵ سال تک کے افراد سے قبول کیے جائیں گے۔

۳۔ صحیح جواب کے نشان ایک سے زائد ہونے کی صورت میں جواب نامہ منسوخ کر دیا جائے گا۔

۴۔ ایک سے زائد افراد کے صحیح جوابات ہونے کی صورت میں تمام صحیح جواب دینے والوں کو عمومی انعامات دیے جائیں گے جب کہ قرعہ اندازی کے ذریعے دس شرکاء کو خصوصی انعامات دیے جائیں گے اور قرعہ اندازی کے ذریعے ایک فرد کو زیارت کے لیے منتخب کیا جائے گا۔

۵۔ مقابلہ میں شامل ہونے کی فیس مبلغ تیس روپے ہے جو مقالہ حاصل کرتے وقت ادا کرنا ہوگی۔

۶۔ جواب نامہ جمع کروانے کی آخری تاریخ ۱۷ رمضان المبارک ہے۔

۷۔ جواب نامہ شام ۵ بجے سے ۷ بجے اور رات ۹ بجے سے ۱۱ بجے کے درمیان GIYF کے آفس میں جمع کروایا جا سکتا ہے۔

۸۔ نتائج کا اعلان اور تقسیمِ انعامات کا پروگرام ۲۸ اگست بروز اتوار شام ۵ بجے GIYF میں منعقد کیا جائے گا۔

۹۔ ۱۰ ستمبر تک انعامات وصول نہ کیے گئے تو ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

۱۰۔ کتابچہ جمع کراتے وقت اپنے ''ب'' فارم یا شناختی کارڈ کی اصل یا فوٹو کاپی ضرور ساتھ لے کر آئیں۔

سوالات

۱۔امام حسن علیہ السلام نے کتنے حج پیدل انجام دیئے؟

﴿الف﴾ ۲۴ ﴿ب﴾ ۲۵

﴿ج﴾ ۲۶ ﴿د﴾ ۲۷

۲۔کون سی جگہ وسطِ آسمان ہے؟

﴿الف﴾ مسجد نبوی ﴿ب﴾ مسجد سہلہ

﴿ج﴾ مسجد کوفہ ﴿د﴾ خانۂ کعبہ

۳۔مولائے کائنات نے کتنے سال اسلام کی حفاظت کی خاطر سکوت اختیار کیا؟

﴿الف﴾ ۲۲ ﴿ب﴾ ۲۳

﴿ج﴾ ۲۴ ﴿د﴾ ۲۵

۴۔حاکمِ شام نے قتلِ امام حسن علیہ السلام کے لئے کس چیز کی لالچ دی؟

﴿الف﴾ دو لاکھ درہم ﴿ب﴾ اپنی بیٹی سے شادی

﴿ج﴾ کوفہ کی حکومت ﴿د﴾ الف اور ب دونوں صحیح ہیں

۵۔امام حسن علیہ السلام کا اسم گرامی کس نبی کے وصی کے فرزند کے نام پر رکھا گیا؟

﴿الف﴾ حضرت ہارون علیہ السلام ﴿ب﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام

﴿ج﴾ حضرت یوسف علیہ السلام ﴿د﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

۶۔ جب امام علیہ السلام نے لوگوں سے پوچھا کہ امیرِ شام نے مجھے ایک ایسے امر کی دعوت دی ہے جس میں نہ عزت ہے اور نہ انصاف، اب تم لوگ بتاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے، تو لوگوں نے کیا جواب دیا؟

﴿الف﴾ ہم جنگ چاہتے ہیں　　﴿ب﴾ ہم تحکیم چاہتے ہیں

﴿ج﴾ ہم بقا چاہتے ہیں　　﴿د﴾ ہم جنگ بندی چاہتے ہیں

۷۔ راوی ابوسعید کے سوال پر امام حسن علیہ السلام نے اپنی صلح کی مصلحت کو کس سے شباہت دی؟

﴿الف﴾ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلح حدیبیہ سے　　﴿ب﴾ امام علی علیہ السلام کی خاموشی سے

﴿ج﴾ حضرت خضر علیہ السلام کے کشتی خراب کرنے سے　　﴿د﴾ الف اور ج درست ہیں

۸۔ امام حسن علیہ السلام مسجد کے دروازے پر پہنچ کر کیا فرماتے تھے؟

﴿الف﴾ خدایا تیرا مہمان تیرے در پر آیا ہے　　﴿ب﴾ خدایا تیرا گناہگار بندہ تیرے در پر آیا ہے

﴿ج﴾ خدایا تیرا سوالی تیرے در پر آیا ہے　　﴿د﴾ خدایا تیرا بندہ تیرے در پر آیا ہے

۹۔ وہ کون سی جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مارا تو سورج کی روشنی پڑی تھی؟

﴿الف﴾ دریائے نیل　　﴿ب﴾ دریائے دجلہ

﴿ج﴾ دریائے فرات　　﴿د﴾ دریائے خزر

۱۰۔ ”تمہارا امام علیہ السلام اور تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند تمہیں دعوتِ جہاد دیتا ہے اور تم اسے قبول نہیں کرتے۔ تمہارے بہادر و شجاع کہاں گئے؟ کیا تم لوگ غضبِ خدا سے نہیں ڈرتے اور ننگ و عار کی پروا نہیں کرتے“ یہ جملے کس نے امام حسن علیہ السلام کے ساتھیوں سے حاکمِ شام سے جہاد پر عدم آمادگی کے وقت کہے؟

﴿الف﴾ عدی بن حاتمؓ　　﴿ب﴾ عبداللہ بن عباسؓ

﴿ج﴾ حجر بن عدیؓ　　﴿د﴾ عمار یاسرؓ

۱۱۔ لشکرِ امام حسن علیہ السلام کی سستی اور جہاد سے پیچھے ہٹنے کی کیا وجوہات تھیں؟

الف) مسلسل جنگوں سے عاجز ہونا　　ب) مالِ غنیمت کی امید نہ ہونا

ج) حاکمِ شام کی طرف سے رشوتوں کا ملنا　　د) الف، ب اور ج تینوں صحیح

۱۲۔ امام حسن علیہ السلام نے حاکمِ شام کے پاس عہد و پیمان لینے اور صلح نامہ تحریر کرنے کس کو روانہ کیا تھا؟

الف) چچازاد مسلم بن عقیلؓ　　ب) چچازاد عدی بن حاتمؓ

ج) چچازاد عبداللہ بن حارثؓ　　د) چچازاد عبداللہ بن عباسؓ

۱۳۔ صلح نامہ کی شرائط میں کس علاقے کا خراج جمل و صفین کے مقتولین کی اولادوں کے لئے معین کیا گیا؟

الف) اہواز　　ب) شیراز

ج) مدائن　　د) نجران

۱۴۔ صلح نامہ میں کس علاقے کے لوگوں کے لئے بالخصوص امن و امان کے حصول کی بات کی گئی؟

الف) مدینہ　　ب) مکّہ

ج) اہلِ عراق　　د) کسی بھی علاقہ کو معین نہیں کیا گیا

۱۵۔ ۳ھ کے وسط میں کس خاتون نے خواب دیکھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کا ایک ٹکڑا جدا ہو کر ان کی گود میں آ گیا؟

الف) ام ایمنؓ　　ب) ام سلمہؓ

ج) ام الفضلؓ　　د) اسماء بنت عمیسؓ

۱۶۔ "کلّم النّاس بقدر عقولھم" کے جملے کے کیا معنی ہیں؟

الف) لوگوں سے دلیل سے گفتگو کرو　　ب) لوگوں سے بامعرفت گفتگو کرو

ج) لوگوں کی عقل کے مطابق گفتگو کرو　　د) الف اور ب دونوں صحیح

۱۷۔ کس جنگ میں امام حسن علیہ السلام نے فتنہ کے مرکز اونٹنی کو نیزہ مار کر وہ شجاعت کا کارنامہ انجام دیا جسے علمدارِ لشکر محمد حنفیہ بھی انجام نہ دے سکے اور شرمندہ ہوئے؟

﴿الف﴾ معرکۂ جمل ﴿ب﴾ معرکۂ صفین

﴿ج﴾ معرکۂ مدائن ﴿د﴾ معرکۂ نہروان

۱۸۔ قولِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق جو شخص جنت البقیع میں امام حسن علیہ السلام کی زیارت کرے گا اسے کیا خصوصیت حاصل ہوگی؟

﴿الف﴾ وحشتِ قبر سے آزادی ﴿ب﴾ روزِ محشر کی سختی سے محفوظ

﴿ج﴾ اس کے قدم پل صراط پر ثابت رہیں گے ﴿د﴾ ب اور ج

۱۹۔ کون سا جملہ درست ہے؟

﴿الف﴾ امام حسن علیہ السلام کو کم و بیش انہی حالات کا سامنا کرنا پڑا جو امام علی علیہ السلام کو اپنی خلافت کے زمانے میں کرنا پڑا تھا

﴿ب﴾ امام حسن علیہ السلام ہر صورت میں حکومت کو بچانا چاہتے تھے

﴿ج﴾ صلح امام حسن علیہ السلام کا مقصد تحریک اسلامی کا دوام تھا

﴿د﴾ حاکم شام وحی کی تنزیل کا منکر تھا اور مشرکین مکہ تاویل کے منکر تھے

۲۰۔ امام حسن علیہ السلام نے امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت کے بعد اپنے لشکر سے فرمایا کہ پہلے تم لوگ:

﴿الف﴾ ایک دوسرے کے ساتھ عداوت رکھتے تھے ﴿ب﴾ تمہاری دنیا کے آگے تمہارا دین ہے

﴿ج﴾ تم ہمارے لئے تھے اور ہم تم لوگوں کے لئے ﴿د﴾ ب اور ج درست ہیں

مختصر سوال و جواب

سوال نمبر۱: ''مجھے تعجب ہے تم جیسے لوگوں پر کہ جن میں نہ شرم وحیا ہے اور نہ دین ہے......... گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری اولاد ان کی اولاد کے دروازے پر کھڑی ہے.........'' یہ جملے امام حسن علیہ السلام نے کس موقع پر کہے؟

جواب: ______________________________

____

سوال نمبر۲: صلح طے پانے پر امام حسن علیہ السلام نے حاکمِ شام کو جو خط لکھا اس میں کن چیزوں کے انجام دینے کی چاہت کا اظہار کیا تھا؟

جواب: ______________________________

____

سوال نمبر۳: امام حسن علیہ السلام نے سب سے زیادہ سمجھدار اور سب سے زیادہ احمق کن اشخاص کو قرار دیا؟

جواب: ______________________________

____

سوال نمبر۴: امام حسن علیہ السلام نے صلح نامہ کے بعد جو خطبہ دیا اس میں صلح کا مقصد کیا بتلایا؟

جواب: ______________________________

____

سوال نمبر۵: جنگِ جمل میں جب امام حسن علیہ السلام فتح مند لوٹے تو امیر المومنین علیہ السلام نے محمد حنفیہ سے کیا فرمایا؟

جواب: ______________________________

____

رجسٹریشن فارم

نام: .... ولدیت: ....

عمر و تاریخ پیدائش: .... تعلیمی قابلیت: ....

پتہ: ....

.... موبائل نمبر: ....

دستخط: ....

جواب نامہ

سوال نمبر					سوال نمبر				
	الف	ب	ج	د		الف	ب	ج	د
۱					۱۱				
۲					۱۲				
۳					۱۳				
۴					۱۴				
۵					۱۵				
۶					۱۶				
۷					۱۷				
۸					۱۸				
۹					۱۹				
۱۰					۲۰				

WILAYAT TRAVEL & TOURS

WILAYAT

TRAVEL & TOURS

G.L. No. 3195

Contact for all International and Domestic Tickets and Visa Assistance.

شام ۔ عراق ۔ ایران	روزِ عرفہ کربلائے معلیٰ میں
ایران ۔ عراق جید علماءِ کرام کے ہمراہ	روزِ عاشورہ کربلائے معلیٰ میں چہلم کربلائے معلیٰ میں

Ali Hussain AVD : 0333-2214603 M. Hussain AVD : 0333-2392809
Mohammad Ali AVD : 0333-2079095

Suite # 7, Murtaza terrace, JM-198, Clayton Road, Soldier Bazar No. 3,
Karachi-Pakistan. Ph: (92-021) 32293105-06 Fax : (92-21) 32224944
Email: wilayat.travels@gmail.com Website : www.wilayattravels.com

WILAYAT COMPUTERS

Wilayat Computers

Announces a package of complete Computer System
for community members only at Rs.6000/=
including Monitor 15", Dell CPU 2.4 GHZ, 512
RAM 40 GB HD, Key board and Mouse
SPECIAL DISCOUNT FOR GIIF MEMBERS

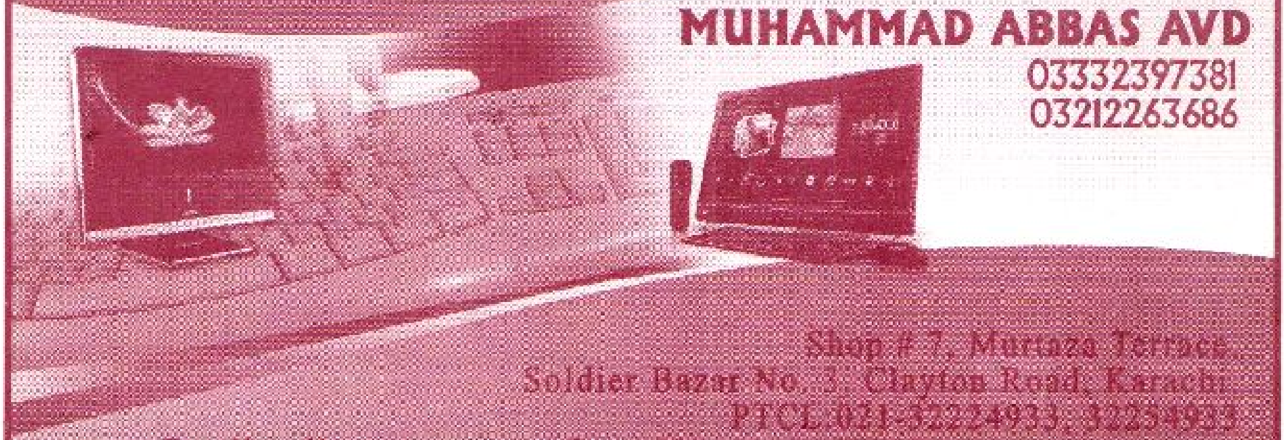

MUHAMMAD ABBAS AVD
03332397381
03212263686

Shop # 7, Murtaza Terrace,
Soldier Bazar No. 3, Clayton Road, Karachi.
PTCL:021-32224933, 32234933
Email :wilayatcomputers@gmail.com , www.wilayatcomputers.com

الفرات
Al-Furat
Umrah & Ziarat Groups

www.alfurat.net

- زیارت گروپس برائے عمرہ، شام، عراق اور ایران
- ویزا شام اور عراق • عمرہ پیکیج • زیارت پیکیج

مزید معلومات کیلئے

حنیف مینشن، عقب بوہری مسجد، نزد نشتر پارک، سولجر بازار نمبر ۳، کراچی

اصغر خوجہ: 0321-2111540 علی عباس خوجہ: 0345-2116567

0092-21-32050301-2 info@alfurat.net

AVD ہمراہ مولانا محمد عرفان

شام-عراق-ایران
Budget Package

(کراچی سے شام اور ایران سے کراچی بائی ایر دیگر بائی روڈ)

روانگی 5 شوال 20 دن

Rs. 97,500/-

شام-عراق-ایران
Budget Package

(کراچی سے شام بائی ایر دیگر بائی روڈ)

روانگی 5 شوال 22 دن

Rs. 72,500/-

ایران (بائی روڈ)
Budget Package

روانگی 15 شوال 15 دن

Rs. 16,500/-

عرفہ	عاشورہ	اربعین

کربلائے معلیٰ میں

خصوصی ماتمی اور فیملی پیکیجز کے لیے رجسٹریشن جاری ہے

www.alfurat.net